روایت : حاجی عبدالرزاق (خادم خاص)
مولوی سید بلال حسنی ندوی ' مولوی سید محمود حسنی ندوی
ترتیب : نذر الحفیظ ندوی

مرد مومن کا آخری سفر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا معمول یہ تھا کہ تہجد سے قبل بیدار ہو جاتے 'استنجاً اور وضو سے فارغ ہو کر نوافل کی نیت باندھ لیتے۔ کبھی چار 'کبھی چھ 'کبھی آٹھ رکعت پڑھتے 'اس رمضان میں نوافل کا اہتمام بہت بڑھ گیا تھا 'سحری ختم ہونے سے دس منٹ قبل سحری کھاتے 'اس کے بعد کبھی تو ہاتھ اٹھا کر اور کبھی بغیر ہاتھ اٹھائے دعا فرماتے 'اذان کے بعد فجر کی سنت پھر فرض کے بعد منزل پڑھتے اور لیٹ جاتے۔ آخری عشرہ میں فجر بعد جو لوگ واپس ہوتے وہ مصافحہ کے لئے حاضر ہوتے ' انکو لیٹے لیٹے رخصت فرماتے اور دعائیہ کلمات کہتے رمضان کے دنوں میں کوشش فرماتے کہ ساڑھے نو بجے اٹھ جائیں استنجا اور وضو سے فارغ ہو کر دو رکعت نفل پڑھتے 'پھر قرآن شریف کم از کم آدھا پارہ ورنہ عام طور پر ایک پارہ تلاوت فرماتے اسکے بعد سورہ یٰسین روزانہ گیارہ مرتبہ جمعرات کے دن تیرہ بار تلاوت فرما کر حضور اکرم ﷺ سے لے کر اس وقت تک کے تمام مجددین و مصلحین ' مجاہدین اور اصحاب دعوت و عزیمت ' ربانی و حقانی علماء اور اپنے اساتذہ اور محسنوں 'اور عزیز واقارب اور عام مسلمانوں کو ایصال ثواب کرتے 'اسفار میں جس شہر اور بستی سے گزرتے وہاں کے مدفون مسلمانوں کیلئے ایصال ثواب کا اہتمام فرماتے۔

جان لیوا مرض سے سنبھالا لینے کے بعد اہل تعلق کا یہ تاثر تھا کہ یہ عارضی صحت ہے کسی وقت بھی یہ دولت بے بہا ہم سے چھن سکتی ہے۔ خود حضرت والا بھی اس طرح کے جملے بڑے درد و کرب سے مختلف اوقات میں فرماتے تھے اللهم لقائك کبھی فرماتے 'اب ہم بھی چلے ' خدایا عاقبت محمود کر دی 'کبھی فرماتے اے اللہ اب تو بلا لے 'اس معذور کے ساتھ کب تک ؟ ایک خادم سے مختلف وقتوں میں فرمایا تم پر کام کا بوجھ بہت ڈال دیتے ہیں بس کچھ ہی دن تک ہے۔

شعبان کا آغاز ہوتے ہی یہ سوال خدام اور حضرت کے معالجین کے درمیان گردش کرنے

لگا کہ رمضان کا مہینہ کہاں گذرے گا۔ڈاکٹروں نے اصرار کیا کہ ندوۃ میں گذرے‘آخر میں حضرت والا کے انشراح اور مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ رمضان سے قبل رائے بریلی جانا ہے ۔چنانچہ ۲۷ شعبان کو تکیہ تشریف لائے‘ ۲۸ کو قیام کر کے خلاف معمول مولوی سید بلال حسنی سے فرمایا کہ مجھے مسجد لے چلو‘مسجد کے صحن میں جانماز بچھادی گئی۔دو رکعت نماز ادا کی پھر مسجد کے اندرونی حصے میں تشریف لے گئے وہاں بھی دو رکعت نماز ادا کی‘پھر فرمایا کہ ندی کی طرف لے چلو‘ چنانچہ جہاں نئے زینے بنے ہیں وہاں کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھا۔ فرمایا۔ماشاء اللہ‘ماشاء اللہ اسکے بعد فرمایا کہ مسجد کی پشت پر لے چلو‘ جہاں سید صاحب کے زمانہ کا ایک پتھر رکھا ہوا ہے۔ تھکان کے خیال سے یہ فرمائش نہیں پوری کی گئی۔ مسجد سے نکلتے وقت سامنے ہی شاہ علم اللہ کا روضہ ہے جہاں محبوب والدین اور بھائی بہن کے علاوہ بھی گنجہائے گراں مایہ دفن ہیں۔وہیں زینہ کے پاس ٹیک لگا کر کھڑے کھڑے دیر تک ایصال ثواب کرتے رہے۔ وہاں سے واپسی پر تھکان کے باوجود گھر کے اندر تشریف لے گئے جہاں گھر کی تمام مستورات جمع تھیں‘ مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی بھی موجود تھے۔پندرہ منٹ کے بعد گھر سے واپس بنگلہ پر تشریف لے آئے۔ بعد ظہر آرام کر کے اول وقت عصر کی نماز پڑھی پھر گھر تشریف لے جاکر ملاقات کی‘اور لکھنؤ روانہ ہو گئے۔ پہلا روزہ شروع ہوا تو فرمایا معلوم نہیں پورا رمضان ملتا ہے یا نہیں۔اے اللہ! تو پورے رمضان کی برکتوں سے نواز دے۔ وطن میں آخری عشرہ گزارنے کے بارے میں حضرت والا نے اپنے معالجوں سے اجازت لی تھی۔ڈاکٹر نظر‘ڈاکٹر عبدالمعبود خان‘ڈاکٹر سید قمر الدین اور ڈاکٹر کرنل شمسی اس مشورہ میں شریک تھے۔ ۲۰ رمضان ۲۹ دسمبر کو رائے بریلی ایک بڑے قافلہ کیساتھ روانگی ہوئی۔یاں معتکفین سے مسجد بھر گئی۔ پہلے دن حضرت والا نے دریافت فرمایا کہ مسجد میں کتنے لوگ ہیں۔ مولوی سید بلال حسنی نے عرض کیا کہ مسجد بھر گئی ہے۔فرمایا ”بانی کا اخلاص ہے۔“ آخری شب تراویح کے بعد ساڑھے نو بجے مجلس میں معمول کے مطابق تشریف فرما تھے مختلف سوالات کے جوابات دیئے‘ دمشق سے چھپ کر حضرت والا کی جو تصنیفات آئی تھیں انکو دیکھکر فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے لکھوائی ہیں ایک خادم نے جو باہر کے دورے سے حاضر ہوئے تھے‘حضرت کو جب یہ اطلاع دی کہ ایک صاحب خیر نے ستائیس ہزار ڈالر ترکی کے ایک ناشر اور

مترجم کودی ہیں کہ وہ حضرت کی تمام تصنیفات شائع کر کے ترکوں میں مفت تقسیم کریں۔ تو اس خبر پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ مجلس میں العاقبۃ للمتقین سے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ عاقبت مذموم بھی ہوتی ہے اور محمود بھی آخر میں استفسار فرمایا کہ کیا کل جمعۃ الوداع ہے ؟

وصال کے دن بھی مذکورہ بالا روزانہ کے تمام معمولات پورے فرمائے۔ ساڑھے نو بجے بیدار ہو کر استنجاء خانہ گئے۔ وضو کے بعد نوافل پڑھے پھر قرآن شریف کی تلاوت کی‘ سجدہ تلاوت بھی کیا‘ لکھنؤ میں قرآن مجید ختم کر چکے تھے تیرہواں پارہ آخری دن پڑھا‘ بھائی صابر جو برسوں سے حضرت کا خط بناتے آئے تھے ان سے خط بنوایا‘ اسکے بعد نہانے کی تیاری کی‘ بھائی ذکاء اللہ خان ندوری راوی ہیں : غسل خانہ جانے سے پہلے سوال کیا کہ کیا آج بائیس رمضان ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا نماز جمعہ پندرہ منٹ تاخیر سے ہو سکتی ہے۔ بھائی عبدالرزاق نے عرض کیا کہ آپ فرمائیں تو تاخیر سے نماز ہو گی‘ ساڑھے گیارہ بجے غسل کے لئے تشریف لے گئے پندرہ منٹ بعد غسل سے فارغ ہو کر آگئے۔ کپڑے زیب تن کئے۔ شیروانی کے بٹن مولوی سیدبلال حسنی نے لگائے۔ فرمایا کہ تم لوگ تیار ہو جاؤ‘ نماز میں پندرہ منٹ تاخیر کرادو‘ فرمایا کہ اب ہم سورۃ کہف پڑھیں گے (اس سورۃ کے پڑھنے کا معمول آٹھ سال کی عمر سے تھا) یہ فرما کر بستر پر بیٹھ گئے، لیکن بجائے سورۃ کہف پڑھنے کے سورۃ یٰسین پڑھنے لگے‘ اندازہ ہے کہ دس بارہ آیتیں ہوئی ہونگی کہ زبان رک گئی جس طرح بیٹھے تھے اس سے تھوڑا سے پیچھے کی طرف جھک گئے‘ مولوی بلال حسنی نے سر کو اور خادم خاص بھائی عبدالرزاق نے پاؤں اٹھا کر تخت پر لٹادیا‘ ڈاکٹر سید قمر الدین اور ڈاکٹر عبدالمعبود خان قریب ہی تھے‘ آکسیجن لگائی گئی۔ انجکشن جب رگوں میں نہیں لگ سکے تو کولھے میں لگائے گئے۔ ڈاکٹر قمر الدین صاحب نے ایک انجکشن دل پر لگایا‘ ہاتھ سے قلب کی مالش کی اور منہ سے ہوا بھی بھرنے کی کوشش کی‘ لیکن راہ حق کا یہ مسافر روانہ ہو چکا تھا اس وقت بارہ بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلی اور محبین واہل تعلق کے قافلے دیوانہ وار رائے بریلی پہونچنا شروع ہو گئے۔

غسل دینے میں حسب ذیل حضرات شریک تھے‘ مولوی سعید بھوندوی (جنوبی افریقہ) جو رمضان گزارنے آئے تھے حضرت کے مجاز بھی ہیں‘ خادم بھائی عبدالرزاق‘ سید حسن عسکری طارق صاحب (مدینہ منورہ) مولوی سیدبلال حسنی ندوی‘ حضرت کے کاتب خاص مولوی نثار الحق

ندوی ' مولوی نیاز احمد ندوی بھی شریک ہو گئے۔ اور اس موقع پر مولانا محمد سید رابع حسنی ندوی ' مولوی سید سلمان حسینی ندوی ' مولوی عبداللہ حسنی ندوی موجود تھے اور بھائی عبدالمجید (خادم) عزیزان محمود حسنی ' محمد معاذ کاندھلوی اور سید شارق سلمہم موجود رہ کر معاونت کر رہے تھے۔

بعد مغرب سات بجے سے پونے دس بجے تک آخری دیدار کرنے والوں کا ہجوم رہا۔ جو بتدریج بڑھتا ہی جا رہا تھا' نماز جنازہ کا اعلان دس بجے کیا گیا چنانچہ ٹھیک پونے دس بجے جنازہ اٹھایا گیا دو منٹ کا راستہ پچیس منٹ میں طے ہوا، مسجد کے اندر منبر کے قریب جنازہ رکھا گیا' مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ساڑھے دس بجے جنازہ قبر میں اتارا گیا' قبر میں جن لوگوں نے جنازہ اتارا ان میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مولوی سید عبداللہ حسنی ندوی' خادم خاص بھائی عبدالرزاق تھے اور سید بلال حسنی لکڑی کے پڑے لگا رہے تھے۔ محبوب منصور پوری پڑے دے رہے تھے آخری پڑا لگانے سے پہلے کسی نے توجہ دلائی کہ کفن کا بند کھولا نہیں جا سکا چنانچہ مولوی بلال حسنی نے قبر میں اتر کر بند کھول دیا' پھر آخری پڑا بھی لگا دیا گیا۔ تدفین روضہ شاہ علم اللہ میں ہوئی جہاں آخری جگہ باقی تھی۔

مجمع غیر معمولی تھا' ساڑھے آٹھ بجے تھانیدار ایس پی کو رپورٹ دے رہا تھا کہ پونے دو لاکھ آدمی آچکے ہیں اور جوں جوں نماز کا وقت قریب آرہا ہے (موسم کی سختی' سردی اور شدید کہرے کے باوجود) آنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو تا رہا' اور سلسلہ تو تدفین کے بعد تک جاری رہے' دور دراز کی گاڑیاں سحر تک آتی رہیں۔ ع آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

حادثہ جمعہ کو پیش آیا' جمعرات کو ڈاکٹر عبادالرحمان نشاط صاحب نے (جو حضرت کے مجاز بھی ہیں) حج کے سفر کی بات رکھی تھی حضرت نے منظور فرما لیا تھا اور ارادہ کر لیا تھا۔ اسکی بھی حضرت کو بڑی فکر تھی کہ روپے پیسے جمع نہ رہیں جو آرہا ہے جاتا رہے اس کیلئے بار بار بھائی عبدالرزاق کو آواز دیتے اور مولوی بلال اور مولوی محمود کو بھی تاکید کی کہ جہاں مناسب سمجھو بتادو ہم دینگے۔ اس طرح حضرت حج کے سفر کی نیت کر کے' اور روزے کی حالت میں' نماز کی تیاری اور انتظار میں دیتے دلاتے اور اپنی عملی زندگی سے زہد و عبادت' واستغناء اور تعلق مع اللہ کی دعوت دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔